Vol.5 No.1 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

اصلاح بین الزوجین پاکستانی سماجی،فلاحی اداروں کی اصلاحی تدابیر

INTER-SPOUSAL REFORM IN SOCIAL AND WELFARE INSTITUTIONS OF PAKISTAN

1۔ عظمیٰ شہزادی،اسسٹنٹ

پروفیسر،شعبہ علوم اسلامیہ،گورنمنٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین،شیخوپورہ

2۔مزمل مشتاق

لیکچرر،شعبہ علوم اسلامیہ،گورنمنٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین،شیخوپورہ

ABSTRACT:

In every conscious and civilized society, the importance of law has been unquestionable. It is through law that social peace and tranquility are maintained, is done on, in relation to inter-spousal reform in Pakistani society, when the problems cannot be settled with the elders of the house, neighborhood, village and family, then people knock the door of the court. Because the Qazi is important in Islam and the importance of the judiciary in the society is Incontestable. This Article discusses law, judiciary and highlights the importance of how these institutions help in solving marital problems at the legal level.

Keywords: *civilized society; inter-spousal; welfare; marital problems*

ہر باشعور اور مہذب معاشرے میں قانون کی اہمیت مسلم رہی ہے قانون کے ذریعے ہی معاشرتی اور سماجی امن و سکون کو قائم رکھا جاتا ہے ان کے ذریعے سے ہی سماجی انصاف حاصل ہوتا ہے۔چونکہ عائلی نظام انسانی اجتماع کا بنیادی اور اہم ترین ادارہ ہے۔یہ ادارہ شادی کے بندھن کے ذریعے تشکیل پاتا ہے۔میاں بیوی ہمسفر بنتے ہیں۔ان کا مستقبل، ان کی اولاد، ان کی انگلی تھام کر جوان ہوتی ہے۔میاں بیوی اور بچوں کے اس خوبصورت ساتھ کو پرسکون،مضبوط اور ضرر و تعدی سے بچانے کے لیے دیئے گئے قوانین کو family law " کہا جاتا ہے۔ان قوانین کا دائرہ کار، شادی کے مقاصد و شرائط، میاں بیوی کے حقوق بچوں کی حیثیت، جائیداد کی ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقلی اور علیحدگی کی صورت میں بچوں کی حضانت وغیرہ کے مسائل ہیں۔

The New Encyclopedia Britannica کا مقالہ نگار لکھتاہے۔

Some of the important questions dealt with in family law include the terms and parameters of marriag,the status of children, and the succession of property from one generation to the next, dissolution of marriages is one of the areas in which laws must try to balance private and public interest. [1]

(خاندان کے قانون میں نمٹنے والے کچھ اہم سوالات میں شادی کی شرائط اور ضوابط شامل ہیں، بچوں کی حیثیت، اور جائداد کی کامیاب منتقلی ایک نسل سے اگلی نسل میں، شادیوں کے خاتمے والے علاقوں میں نجی اور عوامی سطح قوانین کو متوازن کرنا ہوگا۔)

اسلامی روایات میں قانون کے لیے معروف اصطلاح قضاۃ استعمال ہوتی رہی ہے اور اسلام اس کا مکمل نظام دیتا ہے تاکہ معاشرہ میں ہر طرح سے امن و سکون برقرار رہے۔

شرعی نظام قضاکی تعریف یوں ہے:

"نظام القضاء فی الشریعۃ الإسلامیۃ یقوم علی جملۃ ارکان ومرتکزات فھو یستلزم وجود من یقوم بحسم الخصومات وفض المنازعات۔" [2]

(شریعتِ اسلامیہ میں نظامِ قضا ان تمام ستونوں اور بنیادوں پر قائم ہوتاہے،جو جھگڑوں کے خاتمے اور تنازعات کے حل کے ضروری ہوتے ہیں۔)

پاکستان میں قانون اور قضاہ کی سطح پر اصلاح زوجین کے لیے قوانین موجود ہیں اور عملا رائج بھی ہیں ذیل میں ان کا مختصر تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔

پاکستان میں عدالتی و سرکاری سطح پر اصلاح زوجین کے اقدامات:

پاکستان میں سرکاری سطح پر ادارہ خاندان کی مضبوطی و استحکام کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔پاکستان کے دستور میں خاندان سے متعلق دفعہ موجود ہے۔نیز پاکستان کی پارلیمنٹ(مجلس شوریٰ) نے بھی ادارہ خاندان کی بقا و تحفظ کے لیے قوانین اور ایکٹس وضع کیے ہیں۔مقننہ کا وظیفہ قانون سازی ہے۔مگر ہر ملک میں قوانین نافذ کرنے والی انتظامیہ ہوتی ہے۔پاکستان میں مقامی سطح پر ہی خاندان کے معاملات اور زوجین کے شقاق کے خاتمہ کے لیے اقدامات کی ذمہ داری یونین کونسلز کو دی گئی ہے، جو کہ پاکستان میں انتظامیہ کی سب سے چھوٹی اکائی ہیں۔مقننہ اور انتظامیہ کے بعد حکومت کا تیسرا اہم ترین ادارہ عدلیہ ہے، جو کہ بنیادی حقوق کے تحفظ کے ساتھ ساتھ عدل و انصاف کی فراہمی یقینی بناتی

ہے۔پاکستان میں خاندان اور زوجین سے متعلق معاملات کے لیے علیحدہ کورٹس موجود ہیں جنھیں "فیملی کورٹس" کا نام دیا گیا ہے، ان عدالتوں میں خصوصاً اصلاح بین الزوجین پر توجہ دی جاتی ہے۔پاکستان میں خاندان کے ادارہ کو نہ صرف آئینی تحفظ حاصل ہے بلکہ نکاح اور خاندان کے ادارہ کو اتنی اہمیت دی گئی ہے کہ حکومت کے تینوں ستون مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ اس کی مضبوطی و استحکام کے لیے کوشاں اور ذمہ دار ہیں۔

دستور کسی بھی ملک کا سب سے بڑااور اہم قانون ہوتا ہے جو کہ دوسرے قوانین کا سرچشمہ ہے۔پاکستان کے دستور میں ریاست کی ذمہ داری قرار دی گئی ہے کہ وہ خاندان کو تحفظ فراہم کرے گی۔دستور کی دفعہ کے مطابق:

"The state shall protect the marriage, the family, the mother and the child."[3]

(مملکت شادی، خاندان، ماں او ربچے کی حفاظت کرے گی۔)

خاندان کااستحکام زوجین کے بہترین تعلقات پر مبنی ہے۔اور دستور کی یہ دفعہ خاندان اور زوجین کی اصلاح کی راہ ہموار کرتی ہے۔پھروفاقی و صوبائی سطح پر بھی کئی قوانین،ایکٹس اور آرڈیننس متعارف کروائے گئے ہیں۔جن کا اجمالی جائزہ درج ذیل ہے:

پاکستان میں وفاقی سطح پر ایک قانون 1961ء میں متعارف کروایا گیا،جس کا نام THE MUSLIM FAMILY LAWS ORDINANCE 1961تھا اور یہ قانون پاکستان کے تمام صوبوں میں تاحال نافذ ہے۔یہ وفاقی سطح پر اصلاح بین الزوجین کا بنیادی اور مرکزی قانون متصور ہوتا ہے۔اس قانون کے تحت اصلاح بین الزوجین کے لیے مصالحتی کونسلز کا قیام عمل میں آیا جس میں چیئرمین اورزوجین کا ایک ایک نمائندہ شامل ہوتا ہے۔

پاکستان کے مختلف شہروں میں "مصالحتی مراکز " بھی قائم کیے گئے ہیں جو کہ اصلاح بین الزوجین کے لیے اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔روایتی پنچایتوں کے برعکس انہیں قانونی طاقت بھی حاصل ہے اور دوسری طرف عدالتی نظام کے برعکس یہ مصالحتی مراکز صبر آزمااورمہنگے انصاف جیسی خرابیوں سے بھی پاک ہے۔محمد قطب لکھتے ہیں:

”میاں بیوی میں اختلاف ہو جائے اور اتنا شدید ہو کہ مصلحت ممکن ہی نہ ہو تو ضروری ہے کہ قانون میں ایسی گنجائش موجود ہو کہ اس سے ازدواجی زندگی کے لیے قوانین اور اصول اخذ کئے جا سکیں۔کیونکہ انسانی زندگی کے اس نازک مسئلے کو سلجھانے کی تدبیر کئے بغیر کوئی انسانی نظام جامعیت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔اس لیے ایک ایسا قانون ناگزیر ہے جو کم از کم مسئلے کی عمومی اور ناقابل عبور حدود مقرر کر کے مرد اور عورت کو آزاد چھوڑ دے۔پھر قانون بھی ایسا ہونا چاہیے جو انصاف پر ہو اور اس سے نہ کسی فریق کی بے جا حمایت ہوتی ہے اور نہ بے جا مخالفت۔اسی طرح اس کو اتنا جامع بھی ہونا چاہیے کہ وہ واقعات کی زیادہ سے زیادہ تعداد پر منطبق ہو سکتا ہو۔“[4]

عائلی زندگی میں افراد میں تعاون، اختیارات میں توازن اور باہم ٹکراؤ اور مخاصمات سے بچانے کے لیے قوانین لازمی ہیں اور یہ معاشرے کے مزاج، ضروریات اور بنیادی نظریہ زندگی کے مطابق ہوتے ہیں اس لئے مختلف معاشروں میں کچھ حد تک مختلف قوانین موجود رہے ہیں۔اسلام نے قرآن و حدیث میں اصلاح زوجین کے بارے میں نہایت صراحت و وضاحت کے ساتھ قوانین دیئے ہیں اس کے علاوہ مسلم معاشروں میں ایسے عائلی قوانین موجود ہیں جو اصلاح زوجین کی راہنمائی کرتے ہیں۔ذیل میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

Islamic Laws

-The Offence of Qazf (Enforcement of Hadd) Ordinance, 1979

-The Offence of Zina (Enforcement of Hadd) Ordinance, 1979 ۔[4]

Family Laws:

-Muslim Family Law Ordinance, 1961[5]۔

-The West Pakistan Family Courts Act, 1964[6]۔

-The West Pakistan Family Courts Rules, 1965[7]۔

-Dissolution of Muslim Marriages Act Bare Act.[8]

-Child Marriage Restraint Act 1929 .[9]

- Pakistan Christian Law : Divorce Act, 1869.[10]

1961ء کا عائلی قوانین کا آرڈیننس:

حکومت پاکستا ن نے ۴اگست 1955 کو سات افراد پر مشتمل عائلی قوانین کے سلسلے میں ایک ”عائلی قانون کمیشن“ مقرر کیا جس کے صدر ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین تھے۔ ڈاکٹر صاحب کی ناگہانی وفات کے بعد 27 اکتوبر1955 کو پاکستان کے سابق چیف جسٹس جناب جسٹس عبدالرشید اس کمیشن کے صدر نامزد کئے گئے۔اس کمیشن نے اپنی رپورٹ جون 1956ءمیں حکومت کو پیش کردی جو 20جون 1956ءکے گزٹ میں شائع کی گئی لیکن علماء کی سخت تنقید کے سبب اس رپورٹ کو ایک عرصہ تک قانون کی شکل نہ دی جاسکی۔اس کمیشن نے درج ذیل سفارشات پیش کیں۔

1. A prescribed nikahnama (marriage sertificate)be enforced.
2. Women be given deleated right of divorce .

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

3. Sale of brides be treated as a criminal offence .
4. Legislative effect be given so that divorces can be registerd .
5. Reconiciliation be attempted before the marriage is terminated.
6. Khula as a form of divorce be recognised in law .
7. Polygamy be restricted and permission for it be granted by the matrimonial courts and that the courts ensure that the wives are maintained in an equal financial status and that the courts should also fix adequate maintenenace for the existing wives and their children .
8. Court should grant maintenance' executable in a summary manner .
9. Section 488of the Code of Criminal Procedure, 1898regarding maintenance be strengthened.
10. The matrimonial court be able to appoint any person, including the mother, as the guardian of the property of the minors .
11. Legislation be enacted to do justice in relation to the inheritance of orphans from the property of their grandparents.[11]

فیملی کورٹس ایکٹ:

پاکستان میں عائلی جھگڑوں کے حل کے لیے فیملی کورٹ کے قیام کی منظوری دی گئی اور فیملی کورٹس کے قائم کرنے کا مقصد یہ تھا۔

Where as its is expedient to make provision for the establishment of family courts for the expeditions settlement and disposal of disputes relating to marriage and family affairs.[12]

14 جولائی 1964ءکو "1964West Pakistan Act No xxxv of" منظور ہوا اور ۲ نومبر 1965ءکو نافذ ہوا۔اس ایکٹ کے تحت گورنمنٹ ہر ضلع کی سطح پر یا جہاں اس کے قیام کی ضرورت ہو۔فیملی کورٹس قائم کرے گی۔ان میں جج مقرر کئے جائیں گے۔

۶۔فیملی کورٹس ایکٹ میں ترامیم:

1975Law orders کے تحت فیملی کورٹس کا نام ویسٹ پاکستان ایکٹ کی جگہ پنجاب /سندھ/ سرحد اور بلوچستان فیملی کورٹس ایکٹ 1964ءکردیاگیا۔1971،1973، 1996،1997ء میں صوبائی سطح پر اس ایکٹ میں معمولی ترامیم ہوئیں۔

2002ء میں Family courts (Amendment) ordinance, 2002(LV of 2002 institution of the suit see vii کے تحت عوام کے لیے آسانی پیدا کی گئی ہے کہ جھگڑوں میں الگ الگ کیس دائر کرنے کی بجائے ایک ہی دعویٰ میں تمام claims دائر کئے جا سکیں۔مثلاً تنسیخ، نکاح، مہر، نان ونفقہ اور حضانت وغیرہ۔اس کے علاوہ ۵۱۰۲ء میں بھی فیملی ایکٹ میں ترامیم کی گئی ہیں۔[13]

۷۔فیملی کورٹس کا دائرہ کار:

ان خصوصی عدالتوں کے تحت درج ذیل دعوے دائر کئے جاسکتے ہیں۔

.1 Dissolution of marriage (including Khula

.2 Dower .3 Maintenance

.4 Restitution of conjugal rights.

.5 Coustody of children (and the visitation right)

.6 Guardiananship .7 Jascutitation of marriage

.8 dowery .9Personl property and belongings of wife.[14]

متبادل متنازعہ حل: (ADR in Pakistan)

مغرب کی طرح پاکستان میں بھی اے ڈی آر کا قانون متعارف کروایا گیا ہے جس کا مقصد میاں بیوی کے مابین ہونے والے جھگڑے کو تصفیہ کی شکل دینا ہے تاکہ طلاق کی شرح میں کسی طور پر کمی لائی جا سکے۔اے ڈی آر کا مفہوم کچھ یوں ہے:

"Alternative Dispute Resolution, usually referred to as ADR, is a process in which parties in a dispute resolve their problems with mutual consent without going through procedures involving litigation."[15]

(متبادل متنازعہ حل جسے عام طور پر ADR کہا جاتا ہے، ایک ایسا عمل ہے جس میں تنازعہ میں شامل فریقین قانونی چارہ جوئی سے متعلق طریقہ کار کے بغیر باہمی رضامندی سے اپنے مسائل حل کردیتے ہیں)

پاکستان میں اے ڈی آر کا قیام باقاعدہ طور پر ۲۰۱۷ء میں عمل میں آیا۔

"In Pakistan, the ADR Bill was passed in 2017and many ADR centers were set up across the country, in the same year. The purpose of this bill was to ensure delivery of speedy, less formal and less expensive method of accessing justice. If we look back at the history of Pakistan, ADR is not a new concept. "[16]

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

(پاکستان میں، ADR بل 2017 میں منظور کیا گیا تھا، اور اسی سال ملک بھر میں بہت سے ADR مراکز قائم کیے گئے تھے۔اس بل کا مقصد انصاف تک رسائی کے تیز، کم رسمی اور کم مہنگے طریقے کی فراہمی کو یقینی بنانا تھا)

پس منظر کے لحاظ سے اور ارتقائی طور پر دیکھا جائے تو پاکستان میں اے ڈی آر کا سسٹم کوئی نیا نہیں بلکہ صدیوں پرانا ہے جیسا کہ ذیل میں اس کا ارتقائی سفر بیان کیا جاتا ہے۔

"It is as old as Pakistan itself. It is the modern form of"Punchayat"and"Jigra"system, used to resolve family disputes. In Pakistan, two forms of ADR have been practiced in the past century, Traditional ADR and Public Body ADR. Traditional ADR, which includes the Punchayat system in Punjab and the Jirga system in Khyber Pakhtoonkhwa and Balochitsan was competent to deal with minor offences. Later, public bodies became involved in resolving such disputes through traditional ADR methods." [17]

(اگر ہم پاکستان کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو، ADR کوئی نیا تصور نہیں ہے۔یہ اتنا ہی پرانا ہے جتنا پاکستان کا۔یہ "پنچایت" اور "جرگہ" نظام کی جدید شکل ہے، جو خاندانی تنازعات کو حل کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔پاکستان میں، گذشتہ ایک صدی میں ADR کی دو شکلیں روایتی ADR اور پبلک باڈی ADR پر عمل پیرا ہیں۔روایتی اے ڈی آر، جس میں پنجاب میں پنچایت کا نظام اور خیبر پختونخوا اور جرگہ کا نظام شامل ہے۔بلوچی معمولی جرائم سے نمٹنے کے اہل تھے۔بعد میں، عوامی ادارے روایتی ADR طریقوں کے ذریعے اس طرح کے تنازعات کو حل کرنے میں شامل ہوگئے)

پاکستان میں بھی عموما اے ڈی آر کی درج ذیل اقسام ہیں:

ADR is generally classified into at least four types :

.1negotiation, 2. mediation, 3. collaborative law, 4. arbitration. Sometimes, conciliation is included as a fifth category, but for simplicity may be regarded as a form of.[18]

(مذاکرات، 2. ثالثی، 3. باہمی تعاون سے متعلق قانون، 4. ثالثی۔بعض اوقات، مفاہمت کو پانچویں قسم کے طور پر شامل کیا جاتا ہے، لیکن سادگی کے لئے اس کی ایک شکل سمجھا جاسکتا ہے)

جیسا کہ عدالت میں بھی جانے کے بعد پہلا کام میاں بیوی کے درمیان مفاہمت و سمجھوتہ کرواناہی ہے۔

"Firstly, at pre-trial stage and secondly, after the closure of the evidence32. As the principal urge behind the incorporation of sections 10and 12is to bring the tensed spouses to conciliation or compromise. "[19]

)مقدمے کی سماعت کے پہلے مرحلے پر ثبوت پیش کرنے کے بعد دفعہ 10 اور 12 کا شامل ہونا ہے۔جس میں متاثرہ میاں بیوی کو صلح پر لانا ہے یا سمجھوتہ کی طرف لانا ہے۔(

اس سے پتہ چلتا ہے کہ عدالت بھی متاثرہ میاں بیوی کے درمیان مفاہمت و سمجھوتہ کو ترجیح دیتی ہے۔

مصالحتی مراکز:

پاکستان کے مختلف شہروں میں "مصالحتی مراکز" بھی قائم کیے گئے ہیں جو کہ اصلاح بین الزوجین کے لیے اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔روایتی پنچایتوں کے برعکس انہیں قانونی طاقت بھی حاصل ہے اور دوسری طرف عدالتی نظام کے برعکس یہ مصالحتی مراکز صبر آزمااور مہنگے انصاف جیسی خرابیوں سے بھی پاک ہے۔

اس وقت ساری مہذب دنیا میں متبادل عدالتی نظام ثالثی نظام رائج ہے جس کے ذریعے وہاں کے معاشروں میں مقدمہ بازی اور نفرت کے بجائے امن وآشتی اور اتحاد ویگانگت کو فروغ مل رہا ہے۔پاکستان میں بھی اس نظام سے نہائت مثبت نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔اس نظام کے تحت شہریوں کے قانونی حقوق کا تحفظ اور انہیں سستا اور فوری انصاف فراہم کیا جارہا ہے۔شہری اور دیہی علاقوں میں پنچایتی نظام طویل عرصہ سے چل رہا ہے مگر فریقین پنچوں کے فیصلے مسترد کرکے عدالتوں سے رجوع کرلیا کرتے تھے جس سے مقدمہ بازی طول پکڑتی اور نفرتوں میں اضافہ ہوتا تھا مگر ثالثی نظام کے تحت ہونے والے فیصلے کے خلاف کوئی اپیل نہیں ہو گی اور اسے ماننے سے انکار کرنے والے فریق کوسزا بھی ہوسکتی ہے۔[20]

پاکستان میں مصالحتی اداروں کی ضرورت وا ہمیت روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اور سیکڑوں لوگ اپنے عائلی تنازعات کے حل کے لیے ان مصالحتی اداروں کی طرف رجوع کر رہے ہیں جیسا کہ ایکسپریس نیوز کے مطابق:

عائلی مسائل کے حل کے لیے لاہور میں مصالحتی سینٹرز کا آغاز کیا گیا تھا اس سینٹر میں فریقین کے درمیان مصالحت کرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔اعداد و شمار کے مطابق گزشتہ 2 ماہ میں 178 مقدمات لاہور کے مصالحتی مرکز کو بھیجے گئے ان میں 82 فیصد مقدمات میں کامیابی سے مصالحت کرا دی گئی۔

گزشتہ سال مصالحتی سنٹر ساہیوال میں مس طاہرہ بانو سینئر سول جج وجج فیملی کورٹ اورمس اسماء رشید جج فیملی کورٹ کی جانب سے تین فیملی مقدمات بھجوائے گئے جن میں دوخرچہ نان ونفقہ اور ایک طلاق کا تھا۔جس پر مصالحت کار و سول جج شہریارترہانہ نے تینوں خاندانوں کے مابین بذریعہ گفتگو باہمی رضا مندی اوروکلاء کونسل کی مشاورت سے صلح کروا دی۔اس موقع پر باہمی رضا مندی سے صلح کرنے والے میاں بیوی نے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج رانا مسعود اختر اور مصالحت کار وسول جج شہریارترہانہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بتایا کہ

انہوں نے جج صاحب کے سمجھانے پر صلح کر لی ہے اور دوبارہ نئی زندگی کا آغاز کرلیا ہے۔مصالحت کار وسول جج شہریار تربانہ نے بتایا کہ اے ڈی آر سنٹر میں فریقین کو پر سکون ماحول میں ان کے کیس کے متعلق بتاتے ہوئے سمجھایا جاتا ہے۔اے ڈی آر سنٹر میں کسی کی ہار یا جیت نہیں ہوتی اور فریقین کو آئندہ کے لیے بھی ایک دوسرے کے خلاف مقدمہ بازی سے باز رہنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔[21]

شادی سے پہلے مشاورت:(pre marriage counseling in pakistan)

عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق جہاں دینا میں دیگر ممالک میں اصلاح کے مختلف قوانین رائج ہیں جن میں کچھ ممالک میں سرکاری اور کچھ میں غیر سرکاری سطح پر رائج ہیں پاکستان میں بھی میرج کونسلنگ اور پری میرج کونسلنگ کے نام سے مختلف ادارے کام سر انجام دے رہے ہیں لوگ شادی سے قبل یا شادی کے بعد عائلی معاملات کے سلجھاؤ کی خاطر ان اداروں سے رجوع کرتے ہیں اور پنے مسائل اور الجھنوں کو دور کرتے ہیں۔لوگوں تک ان کی رسائی مزید بنانے کے لیے آن لائن خدمات بھی دستیاب ہیں۔جیسا کہ چند ویب سائٹس سے پری میرج کونسلنگ کی اصلاح زوجین کے لیے خدمات کو دیکھا جا سکتا ہے۔[22]

اسی طرح پاکستان کونسل آن فیملی ریلیشن((Pakistan Council on Family Relation پنجاب حکومت کی طرف سے ء سے رجسٹرڈایک این جی او ہے جو فیملی کاؤنسلنگ اور اصلاحِ زوجین کے لیے سرگرم ہے۔اس کے دفاتر لاہور اور بحرین میں ہیں۔یہ این جی او نہ صرف خاندان پر تحقیق اور کورسز فراہم کرتی ہے بلکہ بیواؤں، یتیموں، طلاق یافتہ افراد اور زوجین کو خوشحال اور کامیاب زندگی کے لیے مدد بھی کرتی ہے۔[23]

کونسلنگ ڈائریکٹری کی لسٹ ان مشیران تک رسائی میں معاون ہوتی ہے چند قابل مشیران کے ایڈریس بطور استفادہ خاص عام بیان کیے جاتے ہیں، ماھین سعید لاہور، ڈی ایچ اے بالمشافہ اور آن لائن دونوں طرح سے دیگر معاشرتی کے مسائل کے ساتھ ساتھ عائلی زندگی کے سلجھاؤ کی خاطر ان سے مسلسل رابطے میں ہیں۔اسی طرح فاطمہ قیوم ان کا مینٹل ہیلتھ کونسلنگ کے نام سے لاہور گلبرگ میں مشاورتی مرکز ہے ان سے مشاورہ کی فیس ہر سیشن کی تین ہزار ہے ان کا کہنا ہے کہ ان کے پاس مشاورت کے لیے نہ صرف شادی شدہ افراد آتے ہیں بلکہ بہت سے غیر شادی شدہ افراد بھی شادی سے پہلے مشورہ کے لیے آتے ہیں۔ان کے کلائنٹ کا نکتہ نظر یہ ہوتا ہے کہ ارد گرد عزیز و اقارب کے عائلی معاملات سے انہوں نے یہ اخذ کیا ہے کہ چند اقدامات اگر قبل از نکاح کر لیے جائیں تو عائلی عدم استحکام سے نجات اور چھٹکارا مل جاتاہے۔لاہورمیں موجود مشیران میں سے ایک نیا نام محمد انس ہے آپ نے ایم ایس سی کلینکل اور کونسلنگ سائیکالوجی میں کی ہے آپ آن لائن اور بالمشافہ دونوں طرح سے کونسلنگ کرتے ہیں آپ کے پاس غیر شادی شدہ افراد مسائل کے حل کے لیے آتے ہیں۔

میرج تھراپی:(Marriage Therapy)

پاکستان میں ماہرین نفسیات ایک دہائی سے زیادہ عرصے سے پاکستان میں شادی کی مشاورت کی پیش کش کررہے ہیں، لیکن عموما اس کا ستعال پاکستان میں امراء کا طبقہ کرتا ہے کیونکہ ماہرین ماہرین نفسیات کے سیشنز کے اخراجات برداشت کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں اور دوسری وجہ اس کے زیادہ پھیلاؤ نہ ہونے کی یہ ہے کہ لوگوں کے خیال میں اس سے ان کے راز افشا ہوجائیں گے۔کراچی سے تعلق رکھنے والے ایک آزاد معالج اور کلینیکل ماہر نفسیات عمران ظفر گذشتہ چھ سالوں سے شادی کی مشاورت کی خدمات فراہم کررہے ہیں۔ان کے بقول:

They regard marriage counselling as an admission of defeat and think that because they couldnt do it themselves or with the help of the usual support system, they are being forced into seeking help, [24]

(وہ شادی کی مشاورت کو شکست تسلیم کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں معمول کے نظام کی مطابق مدد لینے پر مجبور کیا جارہا ہے کیونکہ وہ یہ کام خود نہیں کرسکتے)

حالانکہ تھراپی حالات زیادہ کشیدہ ہونے سے پہلے لینی چاہیے۔جب اختلافات کی نوبت یہاں تک پہنچ جائے کہ صلح تقریباً ناممکن ہی ہوجائے تو کاؤنسلنگ بھی مفید نہیں رہتی۔پاکستان میں بہت سے نفسیاتی علاج کے اداروں میں میرج کاؤنسلنگ اورتھراپی فراہم کی جاتی ہیں۔مثلاً تھراپی ورکس سلطنتِ متحدہ سے منسلک ایک ادارہ ہے جو پاکستان کے تین بڑے شہروں لاہور، اسلام آباد اور کراچی میں کام کر رہا ہے اور میرج تھراپی و مشاورت مہیا کرتا ہے۔جس سے طلاق سے پہلے آزادانہ غوروفکر کی ترغیب ملتی ہے:

Therapy Works is a counselling and psychotherapy centre affiliated with the Counselling and Psychotherapy Central Awarding Body (CPCAB) in the United Kingdom and is a member of the British Association for Counselling and Psychotherapy BACP. The organization offers a wide variety of diverse services in Karachi, Lahore and Islamabad. [25]

(تھراپی ورکس ایک مشاورت اور سائیکو تھراپی سینٹر ہے جو برطانیہ میں کونسلنگ اینڈ سائیکو تھراپی سینٹرل ایوارڈنگ باڈی (سی پی سی اے بی سے وابستہ ہے اور برطانوی ایسوسی ایشن برائے کونسلنگ اینڈ سائیکو تھراپی (بی اے سی پی)کا رکن ہے۔یہ تنظیم مختلف قسم کی متنوع خدمات کراچی لاہور اور اسلام آباد میں پیش کرتی ہے)

کانفرنسز اور سیشنز برائے اصلاح زوجین:

پاکستان میں اصلاح زوجین کے سلسلہ میں مختلف کانفرنسز اور سیشنز کا انعقاد بھی ہوتا ہے ایسی کانفرنسز میں خواتین کے اسلام میں حقوق کے حوالہ سے موضوعات کوچنا جاتا ہے تاکہ لوگوں میں بالعموم اور عورتوں میں بالخصوص اپنے عائلی حقوق سے شعور اور آگاہی ہو سکے۔اس مقصد کے حصول کے لیے انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین 1996 ء میں قائم ہوئی، جس کے سوڈان میں منعقدہ تاسیسی اجلاس میں 70 ممالک کے وفود شریک ہوئے۔پاکستان سے ڈاکٹر کوثر فردوس اور ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی اِس کے بانی ارکان میں سے ہیں۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

سمیحہ راحیل یونین کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں بھی شامل ہیں۔سابق سینیٹر، ڈاکٹر کوثر فردوس اور سمیحہ راحیل قاضی پاکستان برانچ، ایشین ریجن اور پھر صدارت کے منصب پر فائز ہوئیں۔[26]

اس یونین نے خاندان اور بالخصوص عورت کی بقاء و سلامتی کے لیے دنیا بھر خصوصاً پاکستان میں فعال کردار ادا کیا۔ہر سال حقوقِ نسواں، عورت کی فلاح و بہبود اور استحکامِ خاندان سے متعلق کانفرنسز اور سیشنز منعقد کیے جاتے ہیں۔پمفلٹس اور کتب شائع کی جاتی ہیں۔انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین کے زیر اہتمام لاہور میں عالمی کانفرنس عورت تہذیبوں کا ستون منعقد کی گئی جس میں مندوبین نے خاندان کے استحکام کے لیے کاوشیں جاری رکھنے کا عندیہ دیا۔تین روزہ کانفرنس کا تیسرا اور آخری سیشن انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین کی صدرڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی کی زیر صدارت ہوا جس میں ہر ملک کیلئے 2018 کا ایکشن پلان پیش کیا گیا۔عالمی کانفرنس میں پاکستان کے علاوہ یوگنڈا، ترکی، سری لنکا، اردن، لبنان، سوڈان، انڈونیشیا اور دیگر ممالک سے انٹرنیشنل مسلم ویمن یونین کے عہدیداران نے شرکت کی۔[27]

یونین کونسلز:

پاکستان میں اصلاحِ زوجین میں ایک اہم ترین کردار یونین کونسلز ادا کرتی ہیں۔یونین کونسل پاکستان میں انتظامی تقسیم کے لحاظ سے چھٹی اکائی ہے، یعنی سب سے پہلے وفاق پھر صوبہ پھر ڈویژن پھر ضلع پھر تحصیل اور پھر یونین کونسل۔لیکن 2007 کے بعد ڈویژن ختم کر دیا گیا اس لیے اب یونین کونسل پانچویں اکائی بن گئی ہے۔یونین کونسل بلدیاتی حکومت (لوکل گورنمنٹ)کا سب اہم حصہ ہوتا ہے۔یونین کونسل حکومت میں 13 کونسلر ہوتے ہیں جن کی سربراہی ناظم اور نائب ناظم کرتے ہیں۔

یونین کونسل پاکستان کی انتظامی اکائی ہے۔اور انتظامی ڈھانچہ میں بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔یونین کونسل مقامی سطح پر کام کرتی ہیں لہٰذا وہ اہلِ علاقہ کے بارے میں لاعلم نہیں ہوتے اور یہی امر زوجین کے تنازعات کو مقامی سطح پر حل کرنے میں مدد دیتا ہے۔شریعت کے اندر بھی خانگی معاملات میں مصالحتی ادارے کا تصور موجود ہے جسے حکومت نے یونین کونسلوں کو تفویض کارہے۔[28]

پاکستان میں مقامی حکومتیں، 2001ء میں جاری ہونے والے مقامی حکومتوں کے آرڈیننس کے تحت ضلعی سطح پر حکومت کے قائم ہونے کے آئینی فرمان کے تحت تشکیل پاتی ہیں۔پاکستان میں ضلع حکومت کا تیسرا درجہ ہے، جو صوبہ کے زیر انتظام قائم رہتا ہے۔مقامی حکومتوں کے آرڈیننس سے پیشتر، ضلع کو سب ڈویژن بھی کہا جاتا تھا۔پاکستان میں مقامی حکومت کا سربراہ ضلعی ناظم ہوتا ہے جبکہ انتظامی امور کا ذمہ دار ضلعی رابطہ افسر ہوتا ہے جو ضلعی ناظم کے ماتحت کام کرتا ہے۔اس طرح، ضلعی ناظم، ضلع کا آئینی و انتظامی سربراہ قرار دیا جاتا ہے جو عوامی رائے شماری سے منتخب کیا جاتا ہے۔ضلعی رابطہ افسر ضلعی انتظامیہ کا سربراہ ہوتا ہے۔اور ان کے اختیارات اور فرائض وسیع ہوتے ہیں، جس کے تحت وہ ضلعی حکومت کے امور کی تیاری، نگرانی، تعمیل اور کامیاب تکمیل کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

ضلعی رابطہ افسر، ضلعی ناظم کو جوابدہ ہوتا ہے۔ضلعی ناظم، ضلعی انتظامیہ اور آئینی اسمبلی کا سربراہ ہوتا ہے۔ضلعی ناظم کے پاس وسیع تر انتظامی و آئینی اختیارات ہوتے ہیں جن کے تحت وہ ضلع میں حکومت کی عملداری اور ترقیاتی منصوبہ جات کی تیاری اور تکمیل کو یقینی بناتا ہے۔انھی اختیارات کو استعمال کر کے ضلعی ناظم، ضلع میں امن و امان کی صورت حال اور معاملات کو کامیابی سے چلاتا ہے۔[29]

پاکستان کے معاشرتی اور سماجی نظام میں دیگر مصالحتی اداروں کے ساتھ ساتھ مقامی کونسلز بھی اپنا کردار ادا کرتی ہیں یہ معاشرے میں سستے انصاف کا بہترین ذریعہ بھی ہیں اور چند محلوں تک مقامی لوگوں کی حکومت ہوتی ہے۔جس کا بنیادی کام بچوں کی پیدائش کا اندراج، محلہ کی سطح پر شادیوں کا اندراج اور اس کے ساتھ طلاق کا بھی اندراج کیا جاتا ہے لیکن اس سے پہلے مقامی کونسلیں اپنا مصالحتی کردار ادا کرتی ہیں۔[30]

یونین کونسل کے اصلاح زوجین کے اقدامات کو حکومتی سرپرستی کی ضرورت کیونکہ عدالتی سطح پر آنے سے پہلے مقدمات اور تنازعات اگر مقامی سطح پر ہی حل ہوجائیں تو یہ قدرے بہتر انتخاب ہے۔

اصلاح زوجین میں مذہبی علماء کا کردار:

العلماء ورثة الأنبياء۔علماء انبیاء کے وارث ہیں۔[31]

امت محمدیہ پر اصلاح و تبلیغ کی ذمہ داری ڈال دی گئی ہے۔اسی مقصد کے حصول کے لیے علماء معاشرے میں جہاں اپنا اور معاملات میں کردار ادا کرتے ہیں وہی پر اسلام کے عائلی نظام کے سلسلے میں اپنی خدمات قرون اول سے ہی سر انجام دیتے نظر آتے ہیں۔مساجد مدارس اور جامعات کے اندر علماء اپنی یہ ذمہ داری اور کردار نبھاتے نظر آتے ہیں کہ جب بھی کسی کاندان میں ازدواجی مسائل کھڑے ہوئے گئے اور وہ ان علماء کے پاس اپنے مسائل لے کر گئے تو اسوہ نبویؐ کی روشنی میں علماء حق ہمیشہ یہ کوشش کرتے ہیں یہ کہ کہیں یہ گھرانے بکھر نہ جائے اور معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہو جائے۔یہ فریقین کی بات دل جمعی کے ساتھ سنتے ہیں اور قرآن و حدیث رہنمائی کرتے ہوئے مصالحت کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے ساتھ یہ بھی کوشش کرتے ہیں کہ معاملہ کسی تیسرے فرد یا ادارے کے پاس نہ جائے۔

علماء کا یہ کردار بڑا مثبت ہے اور اپنا یہ کردار وہ عوام تک مختلف طریقوں سے پہنچاتے ہیں۔نماز فجر اور عصر کے بعد مسنون انتہائی مختصر دروس کے ذریعے اور جمعہ کے خطبہ میں عائل اور ازدواجی مسائل کے بارے میں عوام کو آگاہی دیتے ہیں اور خطبہ عیدین مساجد میں مختلف موقعوں پر اس کے ساتھ دور جدید میں فون پر سوشل میڈیا کا استعمال کرتے ہوئے گھریلو تنازعات میں اپنی کردار ادا کرتے ہیں۔اس طرح آن لائن فتاویٰ جات کے ذریعے عائلی زندگی میں درپیش مسائل کو حل کرنے میں مدد کرتے ہیں اور اس طرح ایک انسان کے مسائل کا حل بتاتے وقت دوسروں کے مسائل کا حل آجاتا ہے۔مثلا بصیرت آن لائن، دائمی کمیٹی کے فتوے اور بہت ساری ویب سائٹس معرض وجود میں آچکی ہیں۔[32]

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

حاصل بحث:

سماجی زندگی میں انسان دو طرح کے حالات سے گزرتا ہے۔انفرادی اور اجتماعی۔انفرادی زندگی سے کہیں زیادہ اس کا تعلق اجتماعی زندگی سے ہوتا ہے؛ بلکہ اپنی زندگی کا بیشتر حصہ وہ اسی اجتماعیت سے وابستہ رہتا ہے؛ چونکہ قدرت نے انسان کی فطرت اورمزاج میں اختلاف رکھا ہے؛ اس لیے انسان کی زندگی میں اختلاف کا پایا جانا نا گزیر ہے۔یہ اختلاف بعض دفعہ نزاع کی شکل اختیار کر لیتاہے۔اور دو انسان آپس میں دست وگریبان تک ہوجاتے ہیں۔یہ صورتِ حال ایک شریف آدمی کے مزاج کے خلاف ہے۔ظاہر ہے کہ اس طرح کے اختلافات کو ختم کرنے کے لیے کسی تیسری چیز کو معیار اور صواب و خطا کے لیے میزان بنانا پڑے گا؛اسی لیے دنیا کی ہر قوم اورہر مذہب میں باہمی اختلافات سے نمٹنے اور مسائل کو حل کرنے کے لیے کسی نہ کسی شکل میں قانون موجود رہاہے؛ چنانچہ شریعتِ محمدی میں بھی ہر قسم کے اختلافات سے نمٹنے کے لیے ایک مضبوط اورپائیدار قانون موجودہے،جس سے انسان آسانی سے اپنے تنازعات کو حل کر سکتاہے۔

عالمی سطح پر ادیان عالم میں سے اسلام ہی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ ایک قابل عمل اور فلاح وبہبودپر مبنی،کامیابی اور کامرانی پر مشتمل ضابطہ حیات رکھتا ہے۔شریعت مطہرہ انسانیت کی عموماًاور مسلمانوں کی خصوصاًزندگی کی ہر موڑ پربحیثیت مذہب راہنمائی اور راہبری کرتی ہے۔دین اسلام ہی وہ مذہب ہے کہ جس میں بیت الخلاء سے لیکر بیت اللہ تک،مہد سے لیکر لحد تک اور گود سے لیکر گور تک تمام ضروری ہدایات،اصول،قواعد اور ضوابط موجود ہیں۔معاشرتی زندگی گزارنے،باہمی میل جول،رہن سہن،بودوباش،طرززندگی،تہذیب وتمدن الغرض اسلام نے معاشرہ کی ہر دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ کرتمام معاملات میں واضح تعلیمات دی ہیں۔

حوالہ جات

1. The New Encyclopedia Britannica, p 561
2. مجموعۃ من المؤلفین، مجلہ احکام العدلیہ، نور محمد، کارخانہ تجارتِ کتب، آرام باغ، کراچی،
3. www.Constitution of Islamic Republic of Pakistan, Article 35,/19/7/27
4. محمد قطب،انسانیت کی کشمکش، ص ۱۵، اسلامی پبلی کیشنز، لاہور، س ن
5. http://www.internationalattorney.info/01/2015/the-offence-of-qazf-enfoZina-rcement-of-hadd.html
6. http://www.internationalattorney.info/06/2012/read-muslim-family-laws-ordinance-1961.html
7. http://www.internationalattorney.info/02/2014/the-west-pakistan-family-courts-act-1964.html
8. http://www.internationalattorney.info/02/2014/the-west-pakistan-family-courts-rules.html
9. http://www.internationalattorney.info/06/2012/read-dissolution-of-muslim-marriages.html
10. http://www.internationalattorney.info/01/2014/child-marriage-act-1929-xix-of-1929-act.html
11. http://www.internationalattorney.info/07/2012/pakistan-christian-law-divorce-act-1869.html
12. Report of the commission of inquiry for women, pakistan, p22,1997
13. www.punjab.govt/West pakistan act 35,1964
14. www.punjab.law.gov.pk/law204.html/ 2019/17/02
15. https://Shedule under sec V family courts Act 1964(xxxv of 1964) part-1
16. http://www.pakistan arternative dispute resoulation act 2017(act no xx (2017
17. ibid
18. https://leappakistan.com/alternative-dispute-resolution/may7,2018
19. https://www.nyulawglobal.org/globalex/Pakistan_ADR.html
20. http://www.familycourt.gov.au/wps/wcm/connect/451wo_0313V2.pdf?
21. ہفت روزہ تکبیر نیوز، ۱۷ نومبر ۲۰۱۷ء
22. ایکسپریس نیوز، لاہور، پاکستان
23. https://www.nyulawglobal.org/globalex/Pakistan_ADR.html#_edn10
24. http://www.familyrelation.org/index.html
25. Salvage your marriage, Rahat Kamal, Magazine The Express Tribune, November 27, 2013
26. https://www.counciling.pk.rabiasadique/therapist/health.21jan2020
27. https://jang.com.pk/news/669070
28. روزنامہ نوائے وقت، ۱۴، مارچ ۲۰۱۸ء
29. http://www.lahore.gov.pk/town-administration/overview.aspx#functions
30. www.dailyqudrat/pk.cdn.ampproject/e
31. سنن الترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی فضل الفقہ علی العبادہ، حدیث نمبر ۲۸۶۲
32. http://www.urdufatwa.com/ ; https://www.darulifta-deoband.com/